Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | سوموار ۱۶ شوال ۱۴۱۲ھ ۲۰ شہادت ۱۳۷۱ہش ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء | نمبر ۹۱

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۔ ۱۹ اپریل ۔ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی فضل عمر ہسپتال ربوہ نے آج ساڑھے بارہ بجے بعداز دوپہر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے متعلق درج ذیل رپورٹ بھجوائی ہے

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن ضعف ابھی تک کافی ہے"

احباب محترم صاحبزادہ صاحب کی شفائے کاملہ اور درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قراردادِ تعزیت

صدر انجمن احمدیہ ۔ پاکستان

اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو۔

سیدنا و امامنا!

حضور ایدکم اللہ تعالیٰ کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم کی اندوہناک وفات پر ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ حضور کی خدمت میں اور حضور کی صاحبزادیوں اور خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ افراد کی خدمت میں اپنے دلی جذبات تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم دلوں کی گہرائی کے ساتھ اس غم میں حضور کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مونس و غمخوار آقا حضور اور غمزدہ خاندان کو صبر جمیل عطاء فرمائے سکینت بخشے اور ہمیشہ اپنی رحمت اور شفقت کے سایہ میں رکھے۔

اس نجیب الطرفین خاتون مبارکہ کی وفات ایک عظیم جماعتی سانحہ ہے۔ حضرت سیدہ موصوفہ نے حضور ایدکم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی رفاقت کے پینتیس سال حسن وفا، صدق اور رضاء کے ساتھ گذارے اور حضور کے قدم بقدم اور شانہ بشانہ حضور کی مہمات دینیہ میں جس طرح بلاواسطہ اور بالواسطہ انتہائی خاموشی مستعدی اور فرض شناسی سے حضور کی معاونت کی اس کے لئے حضرت سیدہ (صاحبہ) ساری جماعت کی طرف سے شکریہ کی مستحق ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی پر دنیا اور آخرت میں انہیں احسن جزا عطا فرمائے)

خاص طور پر حضور کے مسند امامت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت سیدہ (صاحبہ) دس سال کا طویل عرصہ حضور کی شب و روز کی دینی مصروفیات میں حضور کی معین و مددگار رہیں۔ اور خدمت کا حق ادا کیا۔ انہوں نے اپنی صحت کی خرابی کے باوجود اکنافِ عالم سے حضور کی ملاقات کے لئے بکثرت آنے والی خواتین کو ہمیشہ انتہائی خوش دلی سے خوش آمدید کہا اور اپنی منکسر، سادہ اور شگفتہ طبیعت سے ملنے والی خواتین پر اپنی شخصیت کے ناقابل فراموش اور انمٹ نقوش چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (خدا کی مخلوق سے ترش روئی سے پیش نہ آؤ اور تم لوگوں سے نہ اکتاؤ) پر صدق دل سے عمل کر کے دکھایا۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم کو حضور کے عہد امامت میں حضور کے سفر اور حضر میں حضور کی معیت کا شرف حاصل رہا۔ خاص طور پر اپریل ۱۹۸۴ء میں جب انتہائی خطرناک حالات میں حضور کو پاکستان سے ترکِ وطن کرنا پڑا تو اس تاریخی سفر میں آپ کو حضور کے شریکِ سفر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور پھر دسمبر ۱۹۹۱ء میں جب حضور ایدکم اللہ تعالیٰ نے انتہائی نامساعد اور مخدوش حالات کے باوجود قادیان دارالامان کے صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کا عزم فرمایا تو حضرت سیدہ (صاحبہ) نے شدید بیماری کے باوجود اس مبارک اور تاریخ ساز سفر میں حضور کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا اور پھر طویل سفر کی جملہ صعوبتوں کو انتہائی بشاشت کے ساتھ اس طرح برداشت کیا کہ دوسروں کو اپنی تکالیف کا احساس تک نہ ہونے دیا۔

صبر و رضاء کے اس پیکر نے اپنی طویل اور تکلیف دہ بیماری کو انتہائی صبر سے برداشت کیا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں اور اس دنیائے فانی کی مختصر سی زندگی اس طور سے گذار گئیں کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"۔ اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کے درجات بلند فرماتا رہے اور انہیں اپنا قرب بخشے اور حضور، حضور کی صاحبزادیوں اور خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ افراد کو صبر عطاء فرمائے اور غمزدہ دلوں پر اپنی رحمت اور سکینت کا مرہم رکھے۔

حضور ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عسر اور یسر ہر حال میں اپنی رضاء کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

(صدر ۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ)

لجنہ اماء اللہ ۔ پاکستان

مورخہ ۲، ۳ اپریل کی درمیانی شب لندن سے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا و مولانا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ انتقال فرما گئیں۔ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا رشید احمد صاحب اور صاحبزادی امۃ السلام بیگم صاحبہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں۔ آپ کی شادی حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۹ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ہوئی۔

آپ نہایت نیک طبع، سادہ طبیعت اور بچوں سے بہت پیار کرنے والی خاتون تھیں۔ گذشتہ آٹھ سال میں عارضی ترکِ وطن کا صبر آزما عرصہ دیار غیر میں آپ نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی رفاقت میں نہایت صبر سے گذارا۔ اس دوران آپ مختلف ممالک میں حضور ایدہ اللہ کے للّٰہی سفروں میں بھی شریک رہیں اور احمدی مستورات اور بچیوں کی تربیت فرماتی رہیں۔ باوجود علالت کے گذشتہ سال حضور ایدہ اللہ کی رفاقت میں قادیان دارالامان کے تاریخ ساز جلسہ سالانہ میں شرکت کا اعزاز حاصل ہوا۔

اس جانکاہ سانحہ ارتحال پر ہم سب ممبرات لجنہ اماء اللہ پاکستان اپنے درد و غم سے بھرے ہوئے دلوں کے ساتھ پیارے آقا سیدنا و امامنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام افراد خصوصاً آپ کے بچوں، آپ کے بھائیوں، بہنوں، حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہیں اور یہ کہتی ہوئی ان کے غم میں شریک ہیں

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آپ کے غم میں شریک
ممبرات مجلس عاملہ
لجنہ اماء اللہ پاکستان

جماعت احمدیہ شہر و ضلع فیصل آباد

جماعت ہائے احمدیہ شہر و ضلع فیصل آباد حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سانحہ ارتحال پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔

دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، آپکی صاحبزادیوں اور جملہ افراد خاندان حضرت اقدس کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باقی صہ ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰۔ شہادت ۱۳۷۱ہش ۲۰۔ اپریل ۱۹۹۲ء

خدائے رزّاق کے جلوے

کوشش تو انسان کا فرض ہے۔ کوشش کے بغیر نہ کچھ مل سکتا ہے نہ کچھ ملنے کی امید رکھنی چاہیئے۔ کہتے ہیں نا کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں ہلانے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور ہماری ضرورتیں پوری کرتی ہے۔ اور ایسا اس لئے ہے کہ ہاتھ پاؤں بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دِئے ہیں۔ اور دِئے ہیں کوشش کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے کہ اس کی دی ہوئی چیزوں کو کام میں لایا جاتا ہے اسی لئے تو وہ دینے میں تفریق نہیں کرتا۔ اہلِ ایمان ہو یا اس کی ذات کا انکاری۔ وہ دیتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے دئے ہوئے ہاتھ پاؤں کو کام میں لایا گیا۔ اور شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر تحدیث بالنعمت والی بات ہو گئی۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شکر کرو گے تو اور دوں گا۔ شکر زبان اور دل سے بھی ہو سکتا ہے اور عمل سے بھی۔

لیکن ہاتھ پاؤں ہلانے کے باوجود نتیجہ کو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں چھوڑنا چاہیئے۔ اسی کا نام خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔ آخر غلط طریق پر ہاتھ پاؤں ہلا کر انسان اپنا نقصان بھی تو کر سکتا ہے۔ بھروسہ انتہائی ضروری ہے۔ بلکہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہاتھ پاؤں ہلانا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے متعلق حضرت امام جماعت الثالث۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ وہ آپ کی ضرورتوں کو پورا کرے گا اور آپ کی فطرت میں اور نفس میں قناعت کا مادہ پیدا کرے گا۔ اور سخی بنائے گا۔ آپ کو دوسروں کو دینے والا بنائے گا۔ آپ کو ایسا بنا دے گا جس طرح ایک چشمہ کے کنارے پر جو خیمہ زن ہے۔ انسان۔ وہ پانی جمع نہیں کرتا مٹکوں میں۔ ہر وقت اس کو ٹھنڈا پانی بارشوں کا اور برف کا چشموں کے ذریعہ اسے وہ پہنچ رہا ہے۔ اس مادی دنیا کا کونسا چشمہ ہے جس کا دہانہ خدائے رزاق کے جو جلوے ہیں ان سے زیادہ چوڑا ہو تو جہاں سے آپ کو زیادہ مل سکتا ہے وہاں سے لینے کی کوشش کریں اور ہمیشہ ہی پیار اور محبّت سے رہیں۔"

اس چشمہ تک پہنچنے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلانے ضروری ہیں۔ دریا سے پانی حاصل ہوتا رہے گا۔ اور کسی اور طرف جانے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم ہاتھ پاؤں ہلائیں اور خدا تعالیٰ کے جلووں تک پہنچیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ہماری جملہ ضروریات پوری کرتا ہے۔

دِن کو مَیں رہتا ہوں سرگرداں مگر
رات کے پِچھلے پہر ملتا ہے تُو
خود کو رکھنا چاہتا ہے اوٹ میں
یا ہے اس پردے میں میری آبرُو؟

——— ابوالاقبال

○

گُلستاں کی خیر میرے آشیاں کی خیر ہو
مَیں تو کہتا ہوں تری برقِ تپاں کی خیر ہو

ڈھونڈنے نکلا ہوں صحراؤں میں اُنکا نقشِ پا
جذبۂ و ذوقِ تلاشِ جاوداں کی خیر ہو

دعوتِ جور و ستم ہے مجھ پہ اظہارِ کرم
میرے دشمن کا بھلا ہو مہرباں کی خیر ہو

رات دن وردِ زباں ہے نامِ نامی آپ کا
آپ اتنا تو کہیں تیری زباں کی خیر ہو

اپنا منہ کھولے زمیں بیٹھی ہے کس کی تاک میں
آسماں محوِ دعا ہے آسماں کی خیر ہو

مَوت کے شانہ بشانہ چل کے خوش ہیں ہمسفر
اس سفر میں زندگی کے کارواں کی خیر ہو

سَر قطار اندر قطار آ کر ہوئے ہیں سجدہ ریز
آستاں ہے ایک ہی اس آستاں کی خیر ہو

الجھنوں کی ڈور سے باندھا گیا عُنوانِ زیست
زندگی کی داستاں درد استاں کی خیر ہو

تم کلاشنکوف سے لکھو سوالوں کے جواب
مَیں دعا کرتا ہوں یا رب امتحاں کی خیر ہو

مخبری کے جرم میں ہونے لگی ہے گیر و دار
محرمِ رازِ محبّت رازداں کی خیر ہو

ایسے لگتا ہے یہیں پر رہ پڑا ہے اب نسیم
اس پرائے گھر کی خیر اس میزباں کی خیر ہو

نسیم سیفی

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: ص۱ سے آگے

کے مندرجہ ذیل مبارک الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے راضی برضاء الٰہی ہیں۔

ہماری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہیں مگر ہم صرف وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔

(امیر ضلع فیصل آباد)

لجنہ اماء اللہ برطانیہ

ہمارے دل و جان سے پیارے آقا! پیاری سیدہ

حضرت آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات ہم سب کے لئے انتہائی غم و اندوہ کا باعث ہوئی۔

(ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

پیاری سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے لئے تمام افراد جماعت نے انتہائی درد و کرب سے دعائیں کیں اور صدقات دیئے لیکن مشیتِ ایزدی غالب آئی۔ دل غم سے بوجھل ہیں مگر ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا مولیٰ راضی ہو۔ اس کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم ہیں۔ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دِل تو جاں فدا کر

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ممبراتِ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا زیادہ قریبی اور دلی تعلق حضور انور اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے لندن میں ۱۹۸۲ء میں دورہ کے بعد شروع ہوا۔

۱۹۸۴ء میں ترکِ وطن کے بعد سے ہم سب کو آپکی سادہ، پُرخلوص اور مہربان ہستی سے جس قدر پیار اور محبت ملا، اس کے اظہار سے اس وقت قلم عاجز ہے۔ پیاری بیگم صاحبہ سب کے دُکھ سکھ میں شریک ہوتیں، اپنے نرم اور پیارے انداز میں تسلی دیتیں۔ محمود ہال میں ہونے والی ہر شادی میں باوجود طبیعت کی خرابی کے شرکت کرتیں اور محفل کی رونق کو چار چاند لگاتیں۔

لجنہ کے ہر فنکشن کی رُوحِ رواں تھیں اجتماعات اور کھیلوں کے موقع پر ہماری حوصلہ افزائی فرماتیں۔ باوجود ناسازیٔ طبع کے لمبا عرصہ کھڑے رہ کر اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرماتیں اور حوصلہ افزائی فرماتیں۔

ممبراتِ لجنہ اماء اللہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی زندگی میں اُن کے حُسنِ سلوک شفقت اور محبت کی وجہ سے اُن کی احسان مند تھیں اور اب وفات کے بعد بھی حضور انور نے جس درد اور کرب کے ساتھ تمام خاوندوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تلقین فرمائی ہے حضرت بیگم صاحبہ کا خواتین کے لئے یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے۔

سیدہ پیاری بیگم صاحبہ کی وفات ہم سب کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔

ہم اپنے آقا کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاگو ہیں کہ اے قادرِ مطلق تو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے مرقد پر اپنے انوار کی بارش نازل فرما اور ان کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا چلا جا (اے اللہ تو ایسا ہی کر)

ہم اپنے پیارے مولیٰ کریم کے حضور طالبِ دعا ہیں کہ وہ ہمارے پیارے آقا اور پیاری صاحبزادیوں کو اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ دلوں پر سکینت نازل فرمائے اور دونوں جہانوں کی نعمتوں کا وارث بنائے اور ہر دُکھ سے محفوظ رکھے۔

ہم سب ممبراتِ لجنہ اماء اللہ برطانیہ تمام افرادِ خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں اظہارِ تعزیت کرتی ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ زخمی دلوں پر سکینت نازل فرمائے اور صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو جنت میں اپنے فضل سے جگہ عطا فرمائے

شریکِ غم — حضور کی خادمات
ممبرات لجنہ اماء اللہ برطانیہ

جماعت احمدیہ لاہور

آج مورخہ ۴، اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک دارالذکر میں منعقدہ جماعت احمدیہ لاہور کا یہ غیر معمولی تعزیتی اجلاس اپنے امام ہمام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ اور دلی غم و اندوہ کا اظہار کرتا ہے جو آسمانی بلاوے پر ۲، اور ۳، اپریل ۱۹۹۲ء کی درمیانی رات کو لندن میں (لندن کے وقت کے مطابق بارہ بجکر تین منٹ پر اور پاکستان کے وقت کے مطابق چار بجکر تین منٹ پر) اپنے خالقِ حقیقی کے حضور پہنچ گئیں۔

(ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

اس صدمۂ جانکاہ پر آنکھیں اشکبار دل سوگوار اور روحیں بے قرار ہیں تاہم حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس ارشاد کے مطابق کہ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم انتہائی صبر و شکر کے ساتھ اپنے رب کی رضا اور تقدیر کو قبول کرتے ہیں اور اسی کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہی ہم سب کا ہر حال میں سہارا ہو، سیدہ صاحبہ کے درجات کو بلند کرے۔ انہیں اپنی رحمت و برکت کی چادر میں لپیٹ لے اور اس کی رحمت رأفت اور شفقت ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دلی دکھ کا مداوا بن جائے نیز موصوفہ کی چاروں صاحبزادیوں اور خاندان بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے تمام افراد کو اپنی رضا و خوشنودی کے مطابق اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی نواسی اور حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی تھیں۔ یہ اجلاس ان دونوں خاندانوں کے تمام ارکان سے بھی دلی تعزیت کرتے ہوئے اپنے ربِ جلیل سے التجا کرتا ہے کہ وہ انہیں اپنی اس تقدیر کو صبرِ جمیل سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کو جو محبت اپنی جماعت سے ہے اور جماعت کو جو محبت، وارفتگی اور دلی عقیدت اپنے امام کے ساتھ ہے لاریب اس رشتہ کے استحکام میں بھی ان کا حصہ ہے۔ جن کی مخلصانہ وفادارانہ رفاقت نے امورِ جماعت کی تکمیل میں ہر طرح ممد ہو کر اس دوطرفہ محبت میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ کو ممکن بنایا۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور غم و اندوہ کی اس گھڑی میں ہمارے آقا کا حامی و ناصر ہو۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ طبعاً بڑی سادہ، کم آمیز اور کم گو تھیں۔ لیکن اپنے شوہر نامدار کے جماعت کا امام منتخب ہونے پر بفضلہ تعالیٰ انہوں نے اپنے طبعی میلانات اور فکر و نظر میں ایسی تبدیلیاں پیدا کیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نئی اور ہمہ گیر ذمہ داریوں کی انجام دہی میں حتی المقدور ہاتھ بٹایا اور سفر و حضر میں ساتھ رہ کر جگہ جگہ، ملکوں ملکوں تقریریں کیں اور گذشتہ دس سالوں میں دنیا بھر کے ممالک میں واقع جماعت ہائے احمدیہ کا دورہ کیا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں "صد سالہ جلسہ قادیان" میں شرکت کے لئے سفر جس سلسلہ کی آخری کڑی تھا۔

اللہ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے کہ اسی کا فضل ہمارا آخری سہارا اور پناہ گاہ ہے۔

منجانب جماعت احمدیہ لاہور

جماعت احمدیہ اسلام آباد

جماعت احمدیہ اسلام آباد (پاکستان) نے اپنے اجلاس منعقدہ ۳، اپریل ۱۹۹۲ء بعد نماز جمعہ میں حسب ذیل قرارداد تعزیت بہ اتفاق رائے منظور کی۔

"جماعت احمدیہ اسلام آباد کا یہ غیر معمولی اجلاس، حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر دلی رنج والم اور گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ بہت ہی نیک خاموش طبع اور انتہائی صابرہ خاتون تھیں اپنی لمبی بیماری کا عرصہ بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ گذارا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر پوری ہوئی۔ ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے درجات بلند فرمائے، انکی روح پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور بلند مقام عطا فرمائے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ صدمہ عظیم برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز آپکی صاحبزادیوں و جملہ افراد خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے افراد کو بھی یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ اور حضرت اقدس امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اس کو اپنے فضل سے پُر فرمائے۔

ہم ہیں جملہ اراکین
جماعت احمدیہ اسلام آباد پاکستان

جماعت احمدیہ سیالکوٹ

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے خداوند کریم سے دعاگو ہے کہ وہ حضرت سیدہ کو اعلیٰ درجات سے نوازے اور ہمارے پیارے آقا اور

باقی ص۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صوفی محمد اسحٰق

عربی ادب کے شہ پارے

درج ذیل مضمون مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کے پرچہ میں شائع ہوا تھا جس میں بعض غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اب مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب جو اس مضمون کے مصنف ہیں سے تصحیح کروا کر دوبارہ طبع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت حسّانؓ کی شاعری

عربی ادب کے دو عمومی حصے ہیں یعنی نثر اور نظم۔ نثر کی بھی مختلف اقسام ہیں جیسے محاورہ، خطابت اور کتابت یا مراسلہ نگاری اسی طرح شعر کی بھی کئی اقسام ہیں جیسے تشبیب، غزل، قصیدہ، ہجو، مرثیہ، فخر اور مدح وغیرہ۔

مرثیہ کسی کی وفات پر لکھا جاتا ہے اور اس صنفِ شعر کے عربی زبان میں بڑے بڑے قابل شعراء ہو گزرے ہیں۔ حضرت حسّانؓ بن ثابت جو دربارِ نبویؐ کے ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کو مدح اور ہجو دونوں میں بڑا کمال حاصل تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش شعراء کی طرف سے ان کے شعروں کے باعث بہت تکلیف پہنچی تو آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کی مدد اپنے ہتھیاروں سے کی ہے انہیں کیا چیز روکے ہوئے ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے ان کی مدد نہ کریں"۔

فوراً ہی حضرت حسّانؓ نے کہا "میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا "مگر تم ان کی ہجو کیونکر کرو گے؟ میں بھی تو انہی کے خاندان میں شامل ہوں"۔ تو حضرت حسّانؓ نے جواب دیا:۔

"اَسُلُّكَ مِنْهُمْ كَمَا
تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ"

"یعنی میں آپ کو ان میں سے اس طرح نکال لوں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے"۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:۔

اُهْجُ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ

یعنی اب ان کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہے۔

صفت مرثیہ گوئی میں بھی

حضرت حسّانؓ کو شعر کی صفت مرثیہ گوئی میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا اور آپ کے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات پر کہے ہوئے دو شعروں نے آپ کو دائمی عظمت بخشی ہے، ایسی عظمت کہ جس پر اس زمانہ کے امامِ رُشد و ہدایت نے (جو خود عربی کے ایک بلند پایہ ادیب اور عربی کے صاحبِ دیوان شاعر تھے) اس قدر رشک کیا ہے کہ آپ کے رفقاء میں سے ایک رفیق بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت (بانیٔ سلسلہ) اپنی سجدہ گاہ میں ٹہلتے جا رہے تھے۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے، اس رفیق نے آگے بڑھ کر پوچھا یا حضرت کیا بات ہے؟ کیا آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ تو حضرت نے فرمایا نہیں تکلیف تو کوئی نہیں پہنچی البتہ میں حضرت حسّانؓ کے یہ دو شعر پڑھ رہا تھا۔ اور دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش! حضرت حسّانؓ میرے سارے دیوان کے مالک ہوتے لیکن یہ دو شعر میری زبان سے نکلے ہوتے جو یہ ہیں۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ
فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تو میری آنکھ کی پُتلی تھا لیکن یہ پُتلی تیری موت سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیری موت کے بعد جو چاہے مرے۔ مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا۔

ابوالحسن انباری کا مرثیہ

یہ مرثیہ جو عربی ادب میں ایک نہایت ہی بلند مقام کا حامل ہے۔ عزالدولہ کے وزیر ابو طاہر بن بقیہ کے متعلق ہے۔ جس کی کسی بات سے خفا ہو کر عزالدولہ نے اسے نہ صرف پھانسی پر لٹکا دیا بلکہ کئی روز تک اس کی لاش کو کھلے میدان میں لٹکائے رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مرثیہ اس قدر عظیم الشان تھا کہ خود عزالدولہ نے بھی اس پر رشک کیا اور کہا کہ کاش میں خود ابو طاہر کی جگہ پھانسی دیا جاتا اور یہ مرثیہ میرے متعلق ہوتا۔ اس کے صرف پانچ اشعار ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں:۔

عُلُوٌّ فِي الْحَيَاةِ وَفِي الْمَمَاتِ
لَحَقٌّ اَنْتَ اِحْدَى الْمُعْجِزَاتِ
وَلَمَّا ضَاقَ بَطْنُ الْاَرْضِ عَنْ اَنْ
يَضُمَّ عُلَاكَ مِنْ بَعْدِ الْوَفَاةِ
اَصَارُوا الْجَوَّ قَبْرَكَ وَاسْتَعَاضُوْا
عَنِ الْاَكْفَانِ ثَوْبَ السَّافِيَاتِ
وَمَالَكَ تُرْبَةٌ فَاَقُوْلُ تُسْقٰى
لِاَنَّكَ نُصْبَ هَطْلِ الْهَاطِلَاتِ
فَلَمْ اَرَ قَبْلَ جِذْعِكَ قَطُّ جِذْعًا
تَمَكَّنَ مِنْ عِنَاقِ الْمَكْرُمَاتِ

زندگی میں بھی عظمت اور موت کے بعد بھی یہ تیرا ہی نصیب ہے۔ بخدا تو تو ایک معجزہ ہے۔

جب زمین کا پیٹ تیری علوِ مرتبت کو اپنے اندر سمو نہ سکا تو لوگوں نے فضا کو ہی تیری قبر بنا دیا اور کفن کے عوض تجھے گرد اڑانے والی ہواؤں کا کپڑا اوڑھا دیا۔

اب تیری کوئی قبر نہیں ہے کہ جس پر بارش کے لئے میں دعا کروں کیونکہ تو موسلا دھار بارشوں کا براہِ راست نشانہ ہے۔

اور تیرے اس تنے سے پہلے (جس پر تجھے پھانسی دی گئی ہے) میں نے کبھی کوئی ایسا تنا نہیں دیکھا کہ جس کو اس قدر عزتوں اور عظمتوں سے معانقہ کرنا نصیب ہوا ہو۔

حضرت خنساءؓ کا مرثیہ

حضرت خنساءؓ ان مشہور عرب شاعرات میں سے ہیں۔ جن کی فضیلت کا سب کو اعتراف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علماءِ شعر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت خنساءؓ سے پہلے اور آپ کے بعد بھی کوئی ایسی عرب شاعرہ نہیں ہوئی۔ جو شعر کہنے میں آپ پر فضیلت لے گئی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے حضرت خنساءؓ کو خانہ کعبہ کا طواف اس حالت میں کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کا سر منڈا ہوا تھا۔ آپ روتی جا رہی تھیں۔ رخساروں پر ہاتھ مار مار کر بین کر رہی تھیں اور اپنے فوت شدہ بھائی صخر کی جوتی کو اپنی اوڑھنی میں لٹکایا ہوا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسا کرنا دینِ اسلام میں جائز نہیں ہے اور کہا:۔

"هَرِيْقِيْ مِنْ دُمُوْعِكِ
فَاسْتَفِيْقِيْ"

یعنی صرف آنسو بہاؤ اور بس۔

حضرت خنساءؓ نے اپنے بھائی صخر کی وفات پر جو مرثیہ کہا اس کے پانچ اشعار درج ذیل ہیں:۔

يُذَكِّرُنِيْ طُلُوْعُ الشَّمْسِ صَخْرًا
وَاَذْكُرُهٗ بِكُلِّ غُرُوْبِ شَمْسٍ
فَلَوْلَا كَثْرَةُ الْبَاكِيْنَ حَوْلِيْ
عَلٰى اِخْوَانِهِمْ لَقَتَلْتُ نَفْسِيْ
عَلٰى صَخْرٍ وَاَيُّ فَتًى كَصَخْرٍ
لِيَوْمِ كَرِيْهَةٍ وَطِعَانِ خَلْسٍ
اَلَا يَا صَخْرُ لَا اَنْسَاكَ حَتّٰى
اُفَارِقَ مُهْجَتِيْ وَيُشَقَّ رَمْسِيْ
فَيَا لَهْفِيْ عَلَيْهِ وَلَهْفَ اُمِّيْ
اَيُصْبِحُ فِي الضَّرِيْحِ وَفِيْهِ يُمْسِيْ

ہر طلوعِ شمس مجھے صخر کی یاد دلاتا ہے اور ہر غروبِ شمس کے وقت میں اسے یاد کرتی ہوں۔

اور اگر میرے ماحول میں اپنے بھائیوں پر رونے والوں کی ایک کثیر تعداد نہ ہوتی (جن کو دیکھ کر مجھے کچھ تسلی ہوتی ہے) تو میں اپنے آپ کو اپنے اس مرحوم بھائی کے غم میں ہلاک کر لیتی۔

میں اپنے بھائی صخر پر نوحہ کرتی ہوں اور لڑائی کے دن ٹھیک موقعہ پر تیر چلانے والا میرے بھائی جیسا اور کون جوان ہوگا؟

اے صخر میں تجھے ہرگز بھول نہیں سکتی جب تک کہ میری جان نہ نکل جائے اور میری قبر کھود دی جائے۔

پس ہائے افسوس اس کی موت پر میری طرف سے اور میری ماں کی طرف سے۔ کیا اب وہ صبح و شام اسی طرح اس قبر میں پڑا رہے گا؟

بقیہ: صؔ ۳ سے آگے

دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہر دم ان کا حامی و ناصر رہے۔

حضرت بیگم صاحبہ کی بیماری کے دوران جملہ احباب جماعت آپ کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہے اور ہر روز بڑی بیتابی سے آپ کے بارہ میں اچھی اطلاع کا انتظار کرتے رہے آپ کی وفات کی خبر یقیناً ہم سب کے لئے ایک شدید صدمہ کا باعث تھی لیکن ہم سب اپنے پیارے آقا کے پیغام کے مطابق خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

ہم اپنے پیارے آقا کے اس قدرتی غم میں برابر کے شریک ہیں اور رب العالمین سے دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت بیگم صاحبہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اپنی قربت خاص سے نوازے اور ہم سب کو بھی اس افسوسناک سانحہ کو ہمت اور حوصلہ سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

ایک خط — ایک رُوداد

جب کوئی شخص اپنے ملک سے باہر جاکر کسی سے ملتا ہے تو فطرتی طور پر اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ یہ شخص بھی میرے ملک میں آئے اور دیکھے کہ میرا ملک کتنا خوبصورت ہے اور ہمارے لوگ کتنے مہمان نواز ہیں۔

میں ۱۹۹۰ء میں انگلستان گیا تو مجھے ہارٹلے پول میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خطیب اور نماز پڑھانے والے دوست ایک انگریز تھے جن کا نام مسٹر بلال اٹکنسن ہے۔ ان سے کچھ مختصر سی گفتگو بھی ہوئی اور ہارٹلے پول کی احمدی انگریز بہنوں سے بھی گفت و شنید کا موقعہ ملا۔ اگرچہ اس وقت اظہار تو نہ کیا جا سکا۔ لیکن دل میں یہ خواہش ضرور پیدا ہوئی کہ مسٹر اٹکنسن جنہوں نے ایک اتنا اچھا خطبہ دیا ہے وہ میرے ملک میں کبھی آئیں تو وہاں ان کی میزبانی کا شرف حاصل کیا جائے یہ دبی ہوئی ایک خواہش تھی لیکن کسی چیز کا دبا ہوا ہونا تو محدود علم رکھنے والے انسانوں ہی کے لئے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے تو کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور کوئی خواہش اتنی دبی ہوئی نہیں کہ اس کا اس ہستی کو علم نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو یوں پورا کیا کہ قادیان میں منعقدہ صد سالہ جلسہ میں شرکت کے لئے مسٹر اٹکنسن اور ان کے ایک انگریز ساتھی مسٹر طارق HEDGES وہاں کے احمدی ڈاکٹر۔ ڈاکٹر حمید خان کے ساتھ تشریف لائے۔ تو واپسی پر دو چار روز کے لئے آپ ربوہ بھی ٹھہرے ان سے ملاقات ہوئی اور انتہائی دلچسپ اور ایمان افروز گفتگو بھی۔ چنانچہ واپس ہارٹلے پول جاکر آپ نے ۸ فروری ۱۹۹۲ء کو خاکسار کو ایک مکتوب تحریر کیا جس میں انہوں نے لکھا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے ۱۹۹۰ء میں ہارٹلے پول میں ایک دن کے لئے قیام کیا تھا اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ میری خواہش ہے کہ میں پاکستان جاکر اپنے احمدی بھائیوں سے ملوں خاص طور پر اس لئے بھی کہ میں جانتا ہوں کہ وہاں احمدیہ جماعت کے کئی افراد کے ساتھ تشدد بھی ہوا ہے اور ان پر مقدمات بھی قائم کئے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ مجھے جلد پاکستان جاکر احمدیوں کی کیفیت معلوم کرنی چاہیئے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں نے نہ صرف پاکستان اور پاکستان میں ربوہ دیکھا بلکہ مجھے قادیان جانے کی بھی توفیق ملی۔

قادیان وہ جگہ ہے جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے چلا پھرا کرتے تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے کہ اس نے میرے پاؤں کو بھی یہ توفیق دی کہ میں انہی گلی کوچوں میں کچھ وقت کے لئے گھومتا پھرتا رہا ہوں۔ قادیان جاکر میں نے دیکھا کہ اس جلسے میں شرکت کے لئے دنیا کے مختلف حصوں سے ہزاروں ہزار لوگ آئے ہوئے تھے اور یہ میری چشم دید بات ہے کہ قادیان کے راستوں میں گڑھے پڑ چکے تھے۔ یہ بھی دیکھا کہ ہندوستان کے ٹیلیویژن نے ہمارے جلسے کی جھلکیاں دکھائیں۔ اب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انگلستان میں مذہب پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر یہاں پابندی ہوتی تو میں یقیناً تثلیث کو خیر باد نہیں کہہ سکتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں اپنے ایمان کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ پاکستان کو عام طور پر تیسری دنیا کا ایک ملک سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب میں نے لاہور اور اسلام آباد کے خوبصورت شہر دیکھے تو مجھے احساس ہوا کہ یہ بات پاکستان کے متعلق تو درست نہیں۔ آپ اسے ہزار تیسری دنیا کا ملک کہیں لیکن اس کی خوب صورتی دل کو موہ لیتی ہے۔ البتہ یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے سڑکوں پر ٹریفک کے قوانین کی پابندی نہیں دیکھی اور سڑکوں پر گندگی بھی کچھ کم نہیں تھی لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ مسئلہ آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے اور حل ہو جانے کے بعد شہر اور سڑکیں انتہائی خوب صورت نظر آسکتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت اس طرف ضرور توجہ دے رہی ہوگی جہاں تک ربوہ کا تعلق ہے مجھے یہ نہایت پیارا شہر لگا۔ کشادہ سڑکیں خوبصورت درخت اور پیاری پیاری جھاڑیاں۔ اور سب سے زیادہ تو مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ وہاں کے لوگ اچھے لگے ہر شخص جس سے میں ملا۔ چاہے وہ غریب

باقی صـ پر

بشپ آف ڈرہم

ڈرہم کے بشپ ڈاکٹر ڈیوڈ جنکنز نے ایک دفعہ پھر یہ بات دہرائی ہے کہ یسوع مسیح کا بن باپ پیدا ہونا یا ان کا مردوں سے جی اٹھنا تاریخی حقائق نہیں ہیں۔ کلائیڈ کاور جو ایونجلیکل الائنس کے ڈائریکٹر ہیں اور جن کی تنظیم کو دس لاکھ گرجا جانے والوں کی تنظیم کہا جا سکتا ہے نے بشپ آف ڈرہم کا انٹرویو لیا۔ بشپ نے کہا میں جتنا اس بات میں ملوث ہوتا ہوں یعنی سوچتا ہوں اتنا ہی کم مجھ کو یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ یسوع مسیح کی دوبارہ جسمانی تشکیل ہوئی تھی یا وہ مردہ سے زندہ ہو گئے تھے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا اب بھی یسوع مسیح کا جسم مشرق وسطیٰ میں کسی مزار میں مل سکتا ہے تو بشپ نے اثبات میں جواب دیا اور جب ان سے پوچھا کہ کیا وہ مانتے ہیں کہ یسوع کسی زمینی باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ تو بشپ نے انکار میں جواب دیا۔

ڈاکٹر جنکنز نے کہا کہ اس بات کا امکان ہے کہ عیسائی ہونے کو مسلمان ہونے پر ترجیح نہ دی جاسکے۔ انحصار اس بات کا حالات پر ہے۔ کسی خاص موقع کے حالات پر۔ جب انہوں نے اس بات کی اہمیت کے متعلق شک کا اظہار کیا کہ یسوع مسیح پر ایمان لاکر نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ جو کہ عیسائیوں کا ایک روایتی عقیدہ ہے۔ تو مسٹر ریورینڈ کاور نے ان کے سامنے یوحنا کی انجیل کی ایک آیت رکھی جو یوں ہے" میں راستہ ہوں اور سچائی اور زندگی کوئی شخص باپ کے پاس نہیں آسکتا سوائے اسکے جو میرے ذریعے وہاں پہنچے۔ لیکن بشپ صاحب اس آیت سے بالکل متاثر نہ ہوئے۔ انہوں نے اس بات کے جواب میں کہا کہ "یہ بات یوحنا نے کہی ہے یسوع مسیح نے نہیں" اس انٹرویو کو "کافر یا مقدس شخص" کا عنوان دیا گیا ہے۔ اور یہ الفا "ALPHA" میگزین کے اپریل کے شمارے میں شائع ہوگا۔ (اب تک ہو چکا ہوگا) اور اس کا اہتمام اس لئے کیا گیا تھا کہ گذشتہ سال ڈاکٹر جنکنز کے متعلق میگزین کے ایڈیٹر ڈیو رابرٹس (DAVE ROBERTS) نے کہا تھا کہ وہ (بشپ) ایک بے عقیدہ بشپ ہیں۔ ۱۹۸۴ء کے ایسٹر کے موقعہ پر ایک ٹیلیویژن انٹرویو میں بشپ نے پہلی دفعہ اپنے عیسائی مذہبی عقائد کے متعلق اپنے شکوک کا اظہار کیا تھا۔ ان کا موجودہ تبصرہ بتاتا ہے کہ ان کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ایک اداریہ میں مسٹر رابرٹس۔ ایڈیٹر الفا میگزین۔ نے بشپ موصوف کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عیسائیت کے تثلیث کے عقیدے کی جڑوں پر تبر رکھ رہے ہیں۔

(اخبار کا یہ تراشہ ہمیں مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد مربی انچارج انگلستان نے لندن سے ۷ اپریل ۹۲ء کو بھیجا تھا)

Bishop airs case against Virgin Birth

By Martin Wroe

THE BISHOP of Durham, Dr David Jenkins, has reiterated his views that the Virgin Birth and the Resurrection of Jesus Christ were not historical events.

In an interview conducted by Clive Calver, director of the Evangelical Alliance, which claims to represent more than a million churchgoers, the bishop said: "The more I am involved in this, the less likely I think that anything that might be called 'physical reconstruction' or 'resurrection' took place."

Asked if the body of Jesus could still be discovered in a Middle Eastern tomb, the bishop said: "I think so." And asked if he believed Jesus was born "without the seed of an earthly father", the bishop replied: "No."

Dr Jenkins said that it might not be better to be a Christian than a follower of Islam, depending on "what is going on at a particular time." When he cast doubt on the traditional Christian belief in the unique importance of faith in Christ for salvation, Mr Reverend Calver threw a verse at him from the Gospel of John: "I am the way, the truth and the life. No one comes to the Father but through me". But the bishop was unimpressed, claiming that John said it, not Jesus.

The interview, entitled "Heretic or Holy Man", appears in the April edition of Alpha magazine and was arranged after Dave Roberts, the magazine's editor, described Dr Jenkins last year as "the unbelieving bishop".

It was in a television interview for Easter in 1984, that the bishop first publicly asserted his doubts over central Christian beliefs. His latest comments appear not to have changed Mr Roberts' dim view of him. In an editorial, he describes the bishop as "undermining core beliefs about the Trinity".

THE INDEPENDENT
LONDON.
30-3-1992

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

حمیدہ خانم

مکرم شیخ عباد اللہ صاحب

خاکسارہ کے والد صاحب شیخ عباد اللہ وکیل دھوری ریاست پٹیالہ میں وکالت کرتے تھے۔ احمدی ہونے کے بعد کتنی ہی مجبوری ہوتی جلسہ پر ضرور تشریف لاتے۔ ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر خاکسارہ کو ٹائیفائڈ بخار ہوا۔ دو تین دفعہ حالت تشویشناک ہو گئی۔ تاہم میرا بخار ابھی پورا اترا نہ تھا۔ سب بچوں کو لے کر قادیان جلسہ میں شامل ہوئے۔ پھر وہیں خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ میرا بخار اتر گیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ قادیان کی برکت سے میری بچی کا بخار ٹھیک ہو گیا۔ حقیقت میں انہیں احمدیت سے عشق تھا۔ بعد میں وفات سے پندرہ سال قبل والد صاحب کو دمہ کا عارضہ ہو گیا جس کی وجہ سے آمدنی میں کافی فرق پڑ گیا لیکن تنگی کی حالت میں بھی جلسہ سالانہ پر ضرور حاضر ہوتے۔ جب ہم تعلیم حاصل کر چکے تو فرمایا کہ اب تم حضرت بانی سلسلہ کی کتب جو کہ کافی مقدار میں گھر میں موجود تھیں۔ تمام کتابیں غور سے پڑھو اور سمجھو تاکہ قیامت کے دن تمہارا یہ جواب نہ ہو کہ جو دین ہمارے آباؤ اجداد کا تھا وہی ہمارا ہے کیونکہ ہماری والدہ ہم سب بہن بھائیوں کو کم سنی میں چھوڑ کر وفات پا گئی تھیں لہٰذا ہمارے والد صاحب کو ہماری تربیت کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ ہماری بوڑھی نانی ہمارے پاس رہا کرتی تھیں۔ جب بھی یعنی والد صاحب کو گھر میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہمیں دینی ماحول مہیا فرماتے اور نہایت پیاری پیاری باتیں حضرت بانی سلسلہ اور آئمہ کے واقعات سناتے رہتے۔ دھوری میں جہاں ہم رہتے تھے کبھی کبھی کوئی احمدی تبدیل ہو کر آ جاتا۔ کیونکہ وہ مہاراجہ کی ریاست تھی۔ زیادہ تر ہندوؤں کی آبادی تھی۔

ایک دفعہ گھر میں والد صاحب ظہر کی نماز با جماعت پڑھا رہے تھے۔ ہم سب بہن بھائی اور ہماری نانی اور خالہ سب ان کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے میرے خالہ زاد بھائی نے جس کی عمر ڈھائی سال تھی۔ باورچی خانہ سے ایک لکڑی جو جل کر بجھی ہوئی تھی لا کر نادانی میں والد صاحب کی سجدہ دینے کی جگہ میں رکھ دی۔ ہم بہن بھائیوں میں سے کسی کو یہ حرکت دیکھ کر ہنسی آ گئی پھر کوئی دوسرا ہنس پڑا میں سب بہن بھائیوں میں بڑی تھی مجھے بے حد فکر ہوئی کہ آج تو ہماری خیر نہیں لیکن جب سب بہن بھائی ہنسنے لگے تو والد صاحب قرأت پڑھتے پڑھتے زارو زار رونے لگ گئے۔ حتیٰ کہ ساری نماز روتے روتے ختم کی۔ میں خوف کھا رہی تھی کہ آج والد صاحب ضرور ہم پر سختی کریں گے حالانکہ ان کی عادت بچوں پر سختی کرنا بالکل نہ تھی۔ نماز ختم کرنے پر والد صاحب نے کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ آخر میں نے ڈرتے ڈرتے والد صاحب سے عرض کیا کہ ہم سب کی بے اختیار ہنسی نکل گئی جس کی وجہ سے ہم شرمندہ ہیں لیکن آپ کیوں رو رہے تھے تو فرمانے لگے کہ نماز میں بندہ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے تو ہنسنے کی بجائے رونا چاہیئے کہ شاید یہ ہماری نماز قبول بھی ہے یا نہیں۔ اس واقعہ سے ہمیں ہمیشہ کے لئے نصیحت ہو گئی۔ دنیاوی نقصان پر بھی وہ کبھی ہم پر سختی نہ کرتے بلکہ یہ فرماتے کہ بیٹی اتنی عقلمند ہو کر یہ غلطی۔ ہم پر اتنی سی بات کا بہت اثر ہوتا غرضیکہ اولاد کی تربیت احسن رنگ میں کرتے مرکز سے جو چندہ وغیرہ کی وصولی کے لئے جو احباب تشریف لاتے تو بے حد خوش ہوتے۔ خندہ پیشانی سے چندہ جات ادا کرتے اور ہمیں بھی چندہ دینے کی تلقین فرماتے

مہمان نوازی۔ اکثر گھر پر ہی مہمان وغیرہ آتے رہتے۔ لیکن جب کبھی گھر میں کوئی مہمان نہ ہوتا تو سٹیشن پر جو نزدیک ہی تھا چلے جاتے۔ کوئی نہ کوئی مہمان لے کر گھر آتے اور اس کے ساتھ کھانا کھاتے مہمان کی خاطر تواضع کرتے۔ اور بہت خوشی محسوس کرتے۔ اور کئی کئی کھانے پکواتے اور مہمان کی تواضع کرتے لیکن جب ۱۹۳۴ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو آپ نے گھر میں حکم دیا کہ صرف ایک سالن پکایا جائے دوسرا نہ پکایا جائے۔ لیکن اگر مہمان آ جائیں تو ان کے لئے دو تین چیزیں پکائی جائیں۔

والد صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ خاکسارہ پونے تین سال کی تھی۔ ہم نے دھوری امرتسر جانا تھا۔ ریلوے کے اصول کے مطابق تین سال کے بچے کا ٹکٹ لینا ہوتا ہے کہ میرا ٹکٹ نہ لیا گیا۔ جب امرتسر پہنچنے پر ٹکٹ بابو کو ٹکٹ دیئے گئے تو اس نے کہا کہ اس بچی کا ٹکٹ کیوں نہیں لیا مجھے والد صاحب نے گود میں اٹھایا ہوا تھا تو والد فرمانے لگے کہ بچی ابھی تین سال کی نہیں ہوئی۔ پونے تین سال کی ہے۔ وہ بابو کہنے لگا کہ بچی کو نیچے اتار دو۔ والد صاحب نے نیچے اتار دیا۔ میں پلیٹ فارم پر چلنے لگی وہ بابو کہنے لگا یہ تو چلتی ہے۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ بچہ سال کا بھی چلنے لگ جاتا ہے اس پر سب لوگ ہنس پڑے۔ ایک دوسرے موقع پر میری ایک بہن جو بارہ سال سے ایک ہفتہ زائد عمر کی تھی۔ اس کا ٹکٹ جب دوسرے ٹکٹوں کے ساتھ بابو کے حوالے کیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ یہ آدھا ٹکٹ زائد ہے۔ والد صاحب نے اس بچی کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک ہفتہ ہوا۔ بارہ سال کی ہو چکی ہے۔

ایک دفعہ دھوری سے گھی کا ٹین امرتسر لے کر گئے تو رات کے بارہ بجے گاڑی امرتسر پہنچی۔ وہاں سے تانگے پر سوار ہو کر گھر جانا تھا راستے میں جہاں چونگی میں محصول ادا کرنا تھا۔ دیکھا تو وہ بوجہ سخت سردی کے دروازہ بند کر کے سوئے ہوئے تھے تانگہ والے نے کہا چھوڑو لوگ چھپ کر نکل جاتے ہیں۔ آپ زبردستی انہیں جگا کر محصول دے کر آتے ہیں تو فرمانے لگے کہ یہ گورنمنٹ کی چوری ہے۔ آپ نے محصول بھی دیا اور چونگی والوں کو نصیحت کی کہ گورنمنٹ کی نوکری دیانتداری سے ادا کیا کرو۔ ایک دفعہ حضرت فضل عمر مالیر کوٹلہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور ظہر کی نماز با جماعت پڑھا کر معاً بعد کہیں چل پڑے کچھ اور جماعت کے لوگ بھی ساتھ چل پڑے۔ والد صاحب کہتے تھے کہ میں نے جلدی جلدی نماز ختم کی اور بوٹ بھی نہ پہنے اور جرابوں سمیت حضور کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ وہاں حضور کی مجلس میں شامل ہو کر واپس اسی طرح بوٹوں کے بغیر آیا اور آ کر وہاں سے بوٹ پہنے۔

مالیر کوٹلہ دھوری سے قریب تھا۔ جب بھی حضور تشریف لاتے تو والد صاحب روزانہ فرصت کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بہت خوشی محسوس کرتے۔ غرضیکہ عشق کی حد تک سلسلہ احمدیہ اور حضرت فضل عمر سے عشق تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے انہیں اور ان کی اولاد کو ہمیشہ سلسلہ حقہ سے وابستہ رکھے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

تھا یا امیر مجھ سے بہت مہربانی سے ملا اور میرے ساتھ ایسے حسن سلوک کا اظہار کیا کہ میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ ان سب میں انکسار اور عجز تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس انکسار اور عجز کی خوشبو ان سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھی۔ مجھے کسی جگہ پر یہ بات نہیں نظر آئی۔ کہ کسی شخص میں تکبر اور غرور کی کوئی جھلک ہو جہاں تک چھوٹے بچوں کا سوال ہے وہ بھی نہایت مؤدب تھے اور ہر قدم پر سلام کا پیغام دینے والے۔ میں اس سے پہلے ربوہ کبھی نہیں گیا تھا لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے وہاں ایک لمحے کے لئے بھی اپنے آپ کو اجنبی محسوس نہیں کیا۔ سب لوگ مجھے دوست نظر آئے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ مجھے یوں لگتا تھا کہ میں اپنے خاندان میں موجود ہوں اور قادیان کے متعلق بھی مجھے ایسا ہی لگا۔ میں وہاں کسی اجنبی ملک کا باشندہ معلوم نہیں دیتا تھا۔ الغرض مجھے یوں لگتا تھا کہ میں اپنے ہی گھر پر موجود ہوں۔ انگلستان میں ایک ضرب المثل ہے کہ انسان کا گھر وہاں ہوتا ہے جہاں اس کا دل ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قادیان اور ربوہ میں میرا دل تھا اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ وہاں میں یہ محسوس کرتا تھا کہ میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔ وہاں پر مجھے مکرم الیاس منیر صاحب اور مکرم نعیم الدین صاحب یاد بھی آئے اور ان سے ملاقات بھی ہوئی۔ میں ان دونوں سے فیصل آباد میں ملا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی برکتیں نازل فرماتا رہے اور دیگر ایسے تمام دوستوں پر بھی جو اس قسم کی مشکلات برداشت کر رہے ہیں۔

سیفی صاحب! میں اب اپنے خط کو ختم کرتا ہوں میں احمدیت کے ساتھ ایک دفعہ پھر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے اس لئے میں اس سے زیادہ کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے قادیان اور ربوہ میں اپنے قیام کے متعلق وہ باتیں یہاں آ کر اپنے دوستوں کو خاص طور پر اپنی جماعت کے اراکین کو بتائی ہیں جو میرے دل میں تھیں میری خواہش ہے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر مجھے ربوہ جانے کا موقعہ عطا فرمائے۔ مہربانی فرما کر الفضل کے تمام سٹاف کو میری طرف سے سلام کہیئے۔

کیا آپ اپنی نظموں کے دو مجموعے جن کے متعلق مجھے بتلایا گیا ہے کہ انگریزی زبان میں ہیں مجھے بھیجنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب لندن سے لکھتے ہیں:

گذشتہ دنوں میرے لئے ایک امر بڑی خوشی کا باعث ہوا۔ کہ حضور اقدس کی طرف سے دو خط جو بڑے ہی پیارے خط تھے اس عاجز کو موصول ہوئے جن پر میں اپنے مولا کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ یہ دونوں خط حضور کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ اور پورے صفحہ سے بھی زائد تھے۔ ایک خط تو حضور نے اس روز تحریر فرمایا جس روز حضور قادیان کے تاریخی جلسہ کے لئے روانہ ہوئے یعنی ۱۵ دسمبر ۹۱ء کو۔ طبعاً یہ دن حضور کا بہت مصروف ہوگا۔ بلکہ ایسے دن میں تو حضور کو دستخط کرنے کی بھی فرصت نہیں ہوتی۔ اور دوسرا خط حضور نے قادیان سے واپسی کے تیسرے چوتھے دن تحریر فرمایا یہ دونوں خط خاصے لمبے اور جذبات شفقت اور محبت سے لبریز تھے۔ کبھی موقعہ ہوا تو ان کے مضامین سے بھی آگاہ کروں گا۔ یہ امر چونکہ میرے لئے از حد مسرت کا باعث ہوا اس لئے دل چاہا کہ آپ سے بھی ان کا ذکر کردوں۔ اللہ تعالے حضور کو اس کی بہتر جزا دے۔

مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب سویڈن سے لکھتے ہیں:

"آپ کا خط ملا آپ نے نائیجیریا میں میرے ساتھ قیام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے میں اسکے لئے آپ کا ممنون ہوں۔

مزید آپ نے لکھا ہے۔ الفضل کے لئے میں اور میری بیگم بصد شوق منتظر رہتے ہیں۔ ہفتہ وار بنڈل ملتے ہی جماعتی خبروں اور درخواست ہائے دعا پڑھنے کے بعد پہلی فرصت میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے ہیں" کاغذی ہے پیرہن" کا سلسلہ آپ کی خدمات جلیلہ اور افریقن بھائیوں کے اخلاص کا آئینہ دار ہونے کی وجہ سے میری خاص دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ ان دلچسپ واقعات کی اشاعت جماعتی لٹریچر میں ایک اہم اضافہ ہوگا۔ اور الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ ایمان کو جلا دینے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلئے اندرون اور بیرون پاکستان کے احمدی احباب سے میری مخلصانہ اپیل ہے کہ اپنے امام ہمام کے تازہ ارشادات اور تحریکات سے آگاہی اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے نہ صرف خود اس روحانی مائدہ سے مستفید ہوں بلکہ اپنی اولادوں، عزیزوں اور دوستوں کو بھی التزام کے ساتھ اس کے مطالعہ کی تاکید کریں۔ میں نے کراچی میں اپنی ایک بیٹی کے نام الفضل جاری کروایا ہوا ہے اور باقی بچوں کو خریداری کی تحریک کر رہا ہوں۔

مکرم قریشی صاحب نے کئی ممالک میں بطور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات سرانجام دی ہوئی ہیں۔ آپ ہمیشہ اخباری دنیا کے خاصے قریب رہنے والے احباب میں سے ہیں ایک لمبے عرصے تک مغربی افریقہ سے پاکستان کے ایک انگریزی اخبار کے کالم نویس بھی تھے۔ آپ کا کالم نہایت اہم خبروں کے متعلق ہوتا تھا۔ اب بھی گذشتہ دنوں آپ سویڈن سے پاکستان آئے تو آپ نے اخبارات کے متعدد تراشے دکھائے جن میں آپ نے مذہب اور ملک کے متعلق خاصے وقیع مضامین شائع کروائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالے آپ کو بیش از پیش خدمات کی توفیق دیتا رہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

والدہ صاحبہ کرن علی

راولپنڈی سے الفضل کے متعلق نہایت اچھے کلمات لکھتے ہوئے کہتی ہیں "جناب! مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے عزیز پاکستانی معاشرے میں جس طرح لڑکیوں کے رشتے سے متعلق والدین پریشان پھرتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اس طرح کی تعلیم کی بہت ضرورت ہے (اس میں آپ نے الفضل میں شائع شدہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات کے ایک اقتباس جس کا تعلق تعدد ازدواج سے ہے تحریر کیا ہے) جس میں معاشرے کو اس بات کے لئے آمادہ کیا جائے کہ تعدد ازدواج سے ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہماری کنواری بچیاں بڑی مشکل سے اپنا گھر آباد کر پاتی ہیں۔ وہاں ہماری بیوائیں اور مطلقہ عورتوں کو تو معاشرہ ایک بیکار گروپ میں شامل کر کے ان کو زمانے کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتا ہے۔ تو کوئی شخص یا تو رنڈوا ہو جائے یا اس کی بیوی خلع لے لے یا وہ خود اس کو طلاق دے دے تو تب کہیں جا کر کسی بیوہ کی طرف نظر اٹھاتے ہیں ورنہ ان کا پرسان حال کوئی نہیں۔

"ہمارے معاشرے کا مزاج بدلنے کی ضرورت ہے خواتین اور ان کے لواحقین کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اگر ایک نیک دل عادل شخص اتنی حیثیت (مالی طور پر) رکھتا ہے کہ وہ دو بیویاں احسن طور پر رکھ سکے تو خواتین کی طرف سے اجازت ملنی چاہیئے۔ اگر بیویاں نیک ہیں خاوند نیک ہے تو سوکن کا کوئی مسئلہ نہیں۔ ورنہ اگر فریقین نیک نہیں۔ تو آپ ساس بہو کے مسائل دیکھ لیں۔ وہی بہو چاند کا ٹکڑا۔ جسے ساس بڑے چاؤ سے بیاہ کر لاتی ہے۔ وہ زہر کی ڈلی بن جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دوسرے کو قبول نہیں کرنا تو ساس بہو نے، نند بھابی نے، دیورانی جٹھانی نے نہیں کرنا۔ اور اگر نیک ہیں اخلاق والی ہیں تو دو بیویاں بھی ایک شوہر کے ساتھ سکون کے ساتھ رہ سکتی ہیں۔ خدارا آپ حضرات سوچیں اور نیک لوگ تعدد ازدواج کے لئے آگے آئیں۔ اور خواتین کو ہر طریقہ سے مائل کریں۔ اس سلسلے میں مردوں کو عدل اور حسن خلق کا درس دیا جانا چاہیئے۔

تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خواتین اور ان کے لواحقین کے لئے بھی بہت خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ضرورت اس کو پھیلانے کی ہے۔ آپ خود خاتون کی حمایت میں معاشرے کی دکھی اور بے سہارا عورتوں کو کیوں بھولتے ہیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۲۰ میں امۃ السلام زوجہ ادریس احمد صاحب قوم کھرل پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار العلوم شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۲-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔
(۱) حق مہر بذمہ خاوند /۴۰۰۰ روپے
(۲) طلائی زیور ۳/۴ تولہ مالیتی /۲۲۵۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۰۰ اروپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ امۃ السلام زوجہ ادریس احمد صاحب دار العلوم شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ناصر احمد مہار سیکرٹری مال ۴۰/۵ دار العلوم شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ناصر احمد ندیم ۶ ب ۱۲/ دار العلوم شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۸۴۲۲ میں محمد لوٹا جاوید ولد سردار محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ڈرائیور عمر ۳۰ سال بیعت ۱۲-۲-۸۲ ساکن ۵۴/۱۷ دار العلوم شرقی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۸-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان برقبہ ۵ مرلہ مالیتی /۴۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۶۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد لوٹا جاوید ۵۴/۱۷ دار العلوم شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد الدین ٹھیکیدار وصیت نمبر ۱۵۵۳۰ گواہ شد نمبر ۲۔ سید محمد امین گردیزی ۵۴/۱۳ دار العلوم شرقی ربوہ۔

درخواست دعا

محترم جمشید منور صاحب اکاؤنٹنٹ فضل عمر فاؤنڈیشن کی ٹانگ گذشتہ رمضان میں موٹر سائیکل کے ایکسیڈنٹ میں ٹوٹ گئی تھی۔ جس کی تکلیف ابھی تک باقی ہے۔ اس سلسلہ میں چند روز تک ان کا اپریشن لاہور کے سروسز ہسپتال میں متوقع ہے۔ احباب اپریشن کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ افغانستان سے متعلق موجودہ حالات کے پیش نظر حکومت پاکستان تین نکات پر غور کر رہی ہے ۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ افغانستان میں کشت و خون بند ہو ۔ دوسرے یہ کہ مجاہد رہنماؤں کے درمیان اتحاد ہو اور افغانستان کی علاقائی سالمیت قائم رہے اور تیسرے یہ کہ کابل حکام سے عبوری کونسل کو اقتدار پرامن طور پر منتقل ہو سکے ۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اقوام متحدہ کی ان کوششوں کی حمایت کرتا ہے جو افغانستان میں عبوری حکومت کے قیام کے سلسلے میں مسٹر بینن سیوان کی نگرانی میں وہاں کی جا رہی ہیں ۔

○ امریکی حکام نے کہا ہے کہ امریکہ کو افغانستان کے معاملہ میں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی ۔ کیونکہ سرد جنگ کے ختم ہونے کے بعد اب وہاں اس کے کوئی مفادات نہیں جن کو خطرہ لاحق ہو ۔ امریکی حکام کے مطابق افغانستان میں جو حالات ہیں ان میں احمد شاہ مسعود لیڈر بن کر ابھریں گے ۔

○ حکومت پاکستان نے جمعرات کو بھارت کی سرکاری ایجنسیوں کے ارکان کی طرف سے نئی دہلی میں پاکستانی ہائی کمیشن کے ایک اہلکار کو حراست میں لینے اور ان کے ساتھ جسمانی طور پر بد سلوکی کے خلاف بھارتی حکومت سے پر زور احتجاج کیا ہے ۔

○ پاکستان کے مایہ ناز سکواش کھلاڑی جان شیر خان نے کہا ہے کہ برٹش اوپن سکواش جیتنا کوئی آسان بات نہیں تھی ۔ اور اس مرتبہ جہانگیر خان کی عدم موجودگی میں ان پر شدید دباؤ تھا ۔ لیکن ان کی محنت اور قوم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ وہ برٹش اوپن کا اعزاز حاصل کرنے میں کامیاب رہے ۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان نے پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ کل جماعتی کانفرنس نے اپنی رابطہ عوام مہم کے اگلے مرحلے کا آغاز ۲۳ اپریل کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس دفعہ یہ مہم سندھ سے شروع کی جائے گی ۔

○ سندھ نیشنل فرنٹ کے چیئرمین ممتاز علی بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ میں مواصلات کے نظام پر ڈاکوؤں نے قبضہ کر لیا ہے ۔ انہوں نے کہا پہلے عام آدمی کو تاوان کے لئے خطوط آتے تھے اب قانون نافذ کرنے والے افسروں کو آ رہے ہیں ۔

○ کراچی سے تقریباً ۶۰ کلومیٹر دور سپر ہائی وے پر ایک ٹرالر سے ٹکر کے بعد ایک بس میں آگ لگنے سے ۷ مسافر زندہ جل گئے اور ۲۰ افراد زخمی ہو گئے ۔

غیر ملکی خبریں

○ پاکستان میں افغانستان کے ناظم الامور نے کہا ہے کہ افغانستان کے اندرونی حالات میں ابھی تک کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور معاملات نارمل ہیں ۔ افغانستان کی حکومت اقوام متحدہ کے فارمولے کو سپورٹ کرتی ہے ۔ اور مسئلے کے پرامن سیاسی حل کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے ۔

○ افغان صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کے استعفےٰ کے بعد افغانستان کی موجودہ پیچیدہ صورتحال میں ایک متحدہ افغانستان کا مستقبل اب مخدوش نظر آ رہا ہے ۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق وطن پارٹی کے ایک جونیئر رکن مزید مزدک کو پارٹی میں ڈاکٹر نجیب کی جگہ نامزد کر دیا گیا ہے ۔

○ الجزائر کی حکمران ریاستی کونسل کے صدر نے کہا ہے کہ الجزائر میں دو سال کے اندر اندر انتخابات کرا دیئے جائیں گے ۔ انہوں نے مذہبی جماعتوں کی تشکیل روکنے کے لئے آئینی تبدیلیوں کا اعلان کیا ۔

○ سابق سوویت صدر میخائل گورباچوف نے جو ان دنوں جاپان کے دورے پر ہیں کہا ہے کہ انسانی تہذیب کو بچانے اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو محفوظ بنانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہتھیاروں میں کمی کی جائے ۔

○ امریکی اخبارات کے ایک سروے کے مطابق امریکی ریاست ٹیکساس کے ایک کھرب پتی تاجر راس پیرٹ کو ۲۶ فیصد ووٹروں کی حمایت حاصل ہے ۔ امریکی اخبارات کا کہنا ہے کہ آزاد امیدوار کی مقبولیت دن بدن بڑھ رہی ہے اور شائد اس بار ووٹر فیصلہ کچھ اور کریں ۔

○ لیبیا سے غیر ملکیوں کی واپسی کے لئے مصر نے سرحد کے قریب فوجی اڈہ قائم کر دیا ہے ۔ غیر ملکی باشندے بس کے ذریعے اسی اڈے تک پہنچیں گے اور پھر ہوائی جہاز کے ذریعے قاہرہ جا سکیں گے ۔ اور وہاں سے وہ اپنے اپنے ملکوں کو جا سکیں گے ۔

○ دو متنازعہ لیبیائی باشندوں کی مشروط پیش کش کے بعد مغربی سفارت کاروں کا کہنا ہے کہ اس پیش کش پر سنجیدگی سے غور کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ یہ پیش کش قذافی حکومت کی طرف سے آئے ۔ ان باشندوں کے وکیل نے کہا ہے کہ اگر منصفانہ عدالتی کارروائی کی یقین دہانی کی جائے تو وہ دونوں اپنے آپ کو مقدمے کے لئے پیش کر دیں گے قذافی بھی کہہ چکے ہیں کہ اگر دونوں مشتبہ افراد خود کو رضاکارانہ طور پر مقدمے کے لئے مغربی ملکوں کے حوالے کرنے کو تیار ہیں تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ۔

○ بھارت نے متعدد لیبیائی سفارت کاروں کو دہلی سے نکلنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ بھارت طرابلس میں بھی اپنے سفارتی عملے میں کمی کر رہا ہے ۔

○ تائیوان کی پارلیمنٹ نے ایک قانون کی منظوری دی ہے ۔ جس کے تحت غیر ملکی کارکنوں پر سے پابندی اٹھالی گئی ہے ۔ ان کارکنوں میں مزدور گھریلو ملازمین، نرسیں اور ٹیچرز شامل ہیں ۔ نئے قانون کے مطابق تائیوان کے عوام غیر ملکی کارکنوں اور ملازمین کو تین سال کے لئے ملازم رکھ سکیں گے ۔

○ سری لنکا میں تاریخ کی بدترین خشک سالی کے نتیجے میں بجلی کی پیداوار میں کمی کے باعث ٹیلیویژن کی نشریات کم کر دی گئی ہیں ۔ رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ ۴ ماہ سے جاری اس خشک سالی کی وجہ سے آبی ذخائر میں پانی کم ہو گیا ہے جس سے پانی اور بجلی کی فراہمی اور چائے اور چاول کی پیداوار بھی کم ہو گئی ہے ۔

حبوب مفید اطہرا
چھوٹی شیشی ۱۶ روپے ، بڑی شیشی ۴۸ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
مکمل کورس ۱۵۰/- روپے
زدجام عشق خاص
چار صد اسی (۴۸۰) روپے
ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۳۴

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعایت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
مقبول پیپر مارٹ
۲۲، ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ لاہور
دفتر فون نمبرز ۲۳۲۳۸۰-۲۳۳۶۹۰
فون گھر ۲۳۳۶۳۰- ۸۵۸۹۱۱ / ۸۵۸۴۴۱
پروپرائیٹر : ملک عبداللطیف ستکوہی C/۱۰۹، ماڈل ٹاؤن لاہور

آئیڈیل پبلک سکول
۷/۳۵ دارالرحمت غربی ربوہ میں
نرسری سے ششم تک
داخلے جاری ہیں
نرسری تا پنجم ــــ طلباء و طالبات
ششم ــــ صرف طالبات
زنانہ سٹاف اور صاف ستھرا ماحول ــــ ایڈمنسٹریٹر